المعارف کی ڈاک

مقامِ مسرت ہے کہ 'المعارف' کے قارئین کرام ہمیں اپنے قیمتی تاثرات سے نوازتے رہتے ہیں، جن کی روشنی میں ہم اپنا احتساب کرتے ہیں۔ اسی قسم کا ایک مکتوب گرامی ہمیں جناب شیر محمد گریوال کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ فاضل مکتوب نگار نے اپنے مکتوبِ گرامی میں جو مثبت تنقید و تبصرہ کیا ہے، ہم اس پر تہہ دل سے ان کے شکر گزار ہیں۔

(ادارہ)

مکرمی۔ "المعارف" کا حالیہ اقبال نمبر (نومبر، دسمبر ۱۹۹۳ء) نظر سے گزرا۔ اشتیاق سے پڑھا۔ اور ایک ہی نشست میں ختم کر ڈالا۔ اکثر مندرجات دلچسپ، معلومات افزا اور معیاری ہیں۔ لیکن کہیں کہیں کچھ تشنگی اور کچھ "زیادتی" کا احساس ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں چند معروضات قدرے تفصیل سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

"تاثرات" حسب معمول پُرمغز اور فکر انگیز ہیں، لیکن اس ضمن میں سب باتوں سے اتفاق ممکن نہیں۔ "تبلیغی جماعت" اچھا کام کر رہی ہے لیکن اس میں بعض خرابیاں بھی پیدا ہو رہی ہیں جن کی طرف اشارہ ضروری تھا۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ بعض حضرات اپنے بوڑھے اور بیمار ماں باپ کو گھر چھوڑ کر طویل تبلیغی دوروں پر روانہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں تو شاید کسی کا حج پر روانہ ہونا بھی جائز نہیں....

علامہ اقبال کی تاریخ پر گہری نظر ضرور تھی، لیکن میرے خیال میں ابن خلدون کے بعد علامہ اقبال نہیں بلکہ شاہ ولی اللہ پہلے شخص تھے جنھوں نے تاریخ کی لغزشوں کا سراغ لگایا تھا...

پاکستان کے موجودہ نظامِ تعلیم کی ناکامی پر افسوس بجا ہے لیکن اس کا علاج بتانا بھی تو ضروری ہے۔

" علاّمہ اقبال کا مکتوب بنام شیخ الازہر" ایک قابلِ تحسین کاوش ہے۔ ماخذی تحقیق کا ایک عمدہ نمونہ ہے لیکن تاریخی تنقیدات کی ایک کم زور مثال ہے۔ اچھوتوں میں اسلام پھیلانے کی تحریک کی ناکامی کے اسباب پر بحث ضروری تھی۔ میرے خیال میں تحریک کے ضمن میں تمام تر خط و کتابت اور دیگر سرگرمیوں کو خفیہ رکھنا چاہیے تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو اتنی اچھی تحریک پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم نہ ہو جاتی۔

" سرسیّد سے اقبال تک ذہنی سفر" اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود انتہائی طویل کٹھن اور مشکل تھا۔ یہ سفر کسی فلسفے کے مجلّے میں طے ہونا چاہیے تھا، نہ کہ " المعارف " ایسے تاریخی، علمی اور ادبی مجلے میں۔ بہرحال سرسید یقیناً قوم کے محسن تھے۔ ان کی خدمات کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن سرسید کا تمام تر نظامِ فکر نقائص سے مبرا نہیں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ سرسید نے مسلمانوں کے ذہن تبدیل کرنے یعنی اُنھیں اسلام سے دور لے جانے میں وہ کردار ادا کیا جو عیسائی مشنری صدیوں میں نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی تمام تر جدیدیت مسلمانوں کو قرآن کے سائے تلے نہ رکھ سکی۔ اس کا سرسید کو خود بھی افسوس تھا۔ اسلام اور عیسائیت میں مطابقت پیدا کرنے کی سعی بھی بے سود رہی۔ سرسید کی قرآن اور بائیبل کی تفسیریں کوئی سند حاصل نہ کر سکیں اور ان کے "خطباتِ احمدیہ" کو بھی تاریخی اہمیت حاصل نہ ہو سکی۔ لوگ آج بھی ولیم میور کی کتاب " لائف آف محمد " کو ہی بطور حوالے کی کتاب کے پڑھتے ہیں، جس کے جواب میں سرسید نے یہ خطبات لکھے تھے۔ سرسید دراصل معتزلہ کی روایات کے پرچارک تھے۔ معتزلہ بھی ناکام ہوئے اور سرسید بھی...

علامہ اقبال بلاشبہ ایک بہت بڑے مفکر، فلسفی اور شاعر تھے، اُنھوں نے قوم کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا، یہ سب کچھ علامہ کے اسلام کے ساتھ گہرے لگاؤ کا نتیجہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ کی اپنی تعمیر اسلام ہی کی مرہونِ منّت تھی، لیکن حیرانی کی بات ہے کہ آج پاکستان میں اقبال کو اوّل اور اسلام کو ثانوی حیثیت دی جا رہی ہے۔ اسلام کو محض علامہ اقبال کے

حوالے سے پرکھا جانے لگا ہے۔ حالانکہ اقبال کو اسلام کے حوالے سے دیکھنا اور پرکھنا چاہیے۔ اقبال کی شاعرانہ آفاقیت اُجاگر کرنے کی کوشش میں اسلام کی انسانی اور تہذیبی آفاقیت کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔

علاوہ ازیں مولانا ابوالکلام آزاد کا ذہنی سفر بھی محلِ نظر رہنا چاہیے۔ اُنھوں نے الہلال اور البلاغ کے ذریعے جس اسلامی فکر نو کی بنیاد رکھی تھی اسے بعدازاں خود ہی اپنے سیاسی فکر و عمل سے "اکھیڑ" دیا تھا۔ کیا اس تضاد کی کوئی توضیح اور تشریح ممکن ہے؟

مزید برآں "میاں عبدالعزیز مالواڈہ" یقیناً ایک بہترین کوشش ہے۔ طرزِ تحریر بہت عمدہ ہے۔ مضمون کیا ہے معلومات کا خزانہ ہے۔ صاحبِ مضمون دلی مبارک باد کے مستحق ہیں، لیکن اپنا ریکارڈ درست کرنے کے لیے نوٹ کرلیں کہ ۱۹۳۷ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کے دو اُمیدوار یعنی ملک برکت علی اور راجہ غضنفر علی کامیاب ہوئے تھے۔ میاں عبدالعزیز مالواڈہ ان دو میں شامل نہیں تھے۔ صاحبِ مضمون سے ایک بنیادی سوال بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ لفظ "مالواڈہ" ہے یا "مارواڑہ" اور یہ کیا "بھڈا" ہے؟ اس کے معنی کیا بنتے ہیں؟ "دڑنے ٹکنے" یا "مار دھاڑ" کرنے والا؟ یا کچھ اور؟ اگر اس کے معنی "دڑنے ٹکنے" یا "مار دھاڑ" کرنے والے کے بنتے ہیں تو حیران ہوں کہ ایسا شخص تعمیری کارنامے کیسے انجام دے گیا؟ اس ضمن میں صاحبِ مضمون کی طرف سے توضیح و تشریح ضروری معلوم ہوتی ہے۔

"اسلام اور عصری مسائل۔ خبروں کے آئینے میں" ایک اچھا اور مفید کالم ہے۔ اس سے اسلام کے عصری مسائل اور تحریکوں پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اسے ہر صورت میں جاری رہنا چاہیے۔

زیرِ تبصرہ شمارے کا انگریزی حصّہ یقیناً قابلِ تعریف ہے۔ دونوں مضمون

عالمانہ اور فکرانگیز ہیں۔ لیکن پہلے مضمون کا بیشتر حصّہ سائیکالوجی کے کسی جرنل میں چھپنے کے قابل تھا نہ کہ "المعارف" میں۔ بہرحال المعارف کا یہ شمارہ

شمارے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے ۔ یہ کوئی غیر مناسب بات نہیں۔ لیکن المعارف اگر اردو مندرجات تک ہی محدود رہے تو اچھی بات ہوگی ۔ کیونکہ انگریزی اس کی فطرت اور مزاج سے ذرا کم ہی مناسبت رکھتی ہے ۔ اگر انگریزی مضامین اور خطوط وغیرہ کے اردو ترجمے شامل کیے جائیں تو میری ناقص رائے میں زیادہ مناسب ہوگا ۔

شیر محمد گریوال
گورنمنٹ کالج ۔ لاہور

عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصّہ

تصنیف: ڈاکٹر زبید احمد ——— ترجمہ: شاہد حسین رزاقی

اس کتاب میں تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، کلام، فلسفہ اور شعر و ادب وغیرہ سے متعلق تصانیف اور ان کے مصنفین کا الگ الگ ابواب میں تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ ان تصانیف میں سے چوں کہ اکثر غیر مطبوعہ ہیں، اس لیے مصنّف کی پیش کردہ معلومات کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے ۔ شروع میں ایک سیر حاصل مقدمہ ہے، جس میں برصغیر پاک و ہند کے عربی ادب کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ پھر عہد بعہد مختلف حکمران خاندانوں کے تحت عربی علوم کی سرپرستی اور اس دور کے ممتاز علما اور ان کی عربی تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسلامیان پاک و ہند کی دینی اور علمی تاریخ سے باخبر ہونے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے ۔

کتابت، طباعت، کاغذ، جلد وغیرہ نہایت عمدہ ۔

صفحات: ۴۸۶ ——— قیمت: ۱۰۰ روپے

ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ ۔ لاہور